BA Part I
Hons paper I
Book – 3

حسرتِ تعمیر
(پروفیسر اختر اورینوی)

سوال نمبر 1 حسرتِ تعمیر کا واقعاتی پس منظر پیش کیجئے؟

جواب: اس ناول کا واقعاتی پس منظر آزادی سے کچھ سال پہلے کا ہے۔ جب سارے ملک میں تشدد، تعصب، ظلم و ستم کا بازار گرم تھا۔ یہ بات نہایت قابل غور ہے کہ کیا اس وقت کوئی مسلمان ان ہندو سرمایہ داروں کے مدمقابل کھڑا ہو سکتا تھا۔ ان سرمایہ داروں میں گجراتی اور مارواڑی سب سے آگے تھے۔

مسلمانوں کے اس فرسٹ لیگ نے بھی ملک کی تقسیم کرائی کیونکہ اقتصادی دوڑ میں مسلمان سرمایہ دار اپنی ایک منڈی چاہتے تھے۔ جہاں وہ ہندو سرمایہ داروں کے خطرے سے آزاد ہو کر تجارت کریں اور صنعت و حرفت میں آگے بڑھیں۔ یہی وجہ ہے کہ یونس کا سارا کاروبار کلکتہ اور بمبئی کے مارواڑیوں کے ہاتھوں گروی ہو چکا تھا۔ اس کا بزنس ایک کمپنی کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ اس کے بورڈ آف ڈائرکٹرز میں کلکتہ اور بمبئی سرمایہ دار گھس گئے تھے۔

اس دور میں کسی مسلمان سرمایہ دار کو مارواڑی یا گجراتی کیسے برداشت کرتے۔ آخر کار انہوں نے مینیجنگ ڈائرکٹر کے عہدے سے اسے نکال دیا۔ آج بھی صنعت و حرفت کے شہر میں جب فسادات ہوتے ہیں تو مسلمانوں کے املاک کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ تاکہ اس ملک میں مسلمان ہمیشہ ذلیل رہیں۔

ناول حسرتِ تعمیر میں بیگم کا کردار غیر معمولی اور مثالی ہے۔ وہ جاگیردارانہ تہذیب کی بہترین نمائندہ ہیں۔ ان کے میکے والے زمیندار تھے۔ ریشمی قسم کے لوگ تھے۔ برخلاف اس کے یونس کا باپ ایک معمولی کمپونڈر تھا۔ جس کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ بیگم نے اپنے میکے میں شوہر کی سبکی ہوتی دیکھی تو انہیں رنج ہوتا۔ وہ حوصلہ مند عورت تھیں وہ اپنے شوہر کو زندگی میں اونچا دیکھنا چاہتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے یونس کو تجارت کے لئے تیار کیا۔ اپنے زیورات بیچ کر سامانِ تجارت خریدا۔ بیگم یونس کی بیگم تو تھیں ہی اس پر وہ اپنے شوہر کی محسنہ بھی تھیں۔ اپنے پیسے سے انہوں نے زمین خریدی اور عالیشان مکان بنوایا۔ بیگم برہم اس وقت ہوتی تھیں جب یونس دوسری شادی کی بات کرتا تھا۔

Scanned by CamScanner

حسرت تعمیر

وہ بیگم سے اپنی دوسری شادی کے لئے نیابت علی کے یہاں پیغام بھیجنے کو کہتا ہے اس وقت بیگم کے اندر کی عورت مشتعل ہو جاتی ہے اور یوسف کو بری طرح برا بھلا کہتی ہے لیکن یہی بیگم تھیں کہ جب یوسف نے خودکشی کا سوانگ رچایا تو وہ سراپا محبت بن گئیں۔ گھر میں شور مچ گیا سب لوگ دوڑے ہوئے آئے کواڑ توڑ دیئے گئے بیگم بے تحاشہ روتی ہوئی اندر گھس پڑیں۔

جب یوسف کا سارا کاروبار غیروں کے قبضہ میں چلا گیا تو دشمنوں نے اسے جھوٹے الزام میں پھنسا کر گرفتار کروا دیا۔ بیگم یہ سن کر تڑپ اٹھیں اور فوراً منتظر ہوئے کہ اپنی بیٹی بچے لیکن یوسف کی نئی بیگم بنگلہ میں ہی رہتی ہیں۔

بیگم کے اندر جو ماں کا دل ہے وہ بے حد خوبصورت ہے ان کی باتیں سن کر ان سے عقیدت سی ہو جاتی ہے۔ دولت کی فراوانی سے یوسف کی روش بدل گئی لیکن بیگم کی روش میں پھر بھی کوئی تبدیلی پیدا نہ ہو سکی۔ یوسف کے بہت اصرار پر بھی بیگم نے زیبا رشن ساڑی نہیں بدلا۔ اپنی روش نہیں بدلی۔ حسرت تعمیر میں بیگم کا کردار بڑا سبق آموز ہے اور اسے قارئین کبھی بھلا نہیں سکتے۔

ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد میں ساری قوم متحد تھی لیکن جب سلطنت برطانیہ سے آزادی کی بات کا سلسلہ شروع ہوا تو قوم دو حصوں میں بٹ گئی۔ تقسیم کا راز بدلا۔ ملک کے بٹوارہ کی بات شروع ہوئی اور ایک نئی پارٹی وجود میں آئی جس کا نام مسلم لیگ پڑا۔ مسلم لیگ نے الگ ملک کا مطالبہ کیا جس کی بنیاد یہ تھی کہ جہاں جہاں مسلم آبادی اکثریت میں ہو وہ پاکستان میں ہو اور جہاں ہندو کی اکثریت ہو وہ ہندوستان میں ہو۔

لیکن ملک کا بٹوارہ ہوا تو تعصب، شر، فساد، بغض و عداوت، قتل و غارت گری لوٹ مار اور نفرت کا بازار سارے ملک میں گرم ہو گیا۔ زمیندار نواب اہل علم و دولت زیادہ تر جان کے خوف سے پاکستان ہجرت کر گئے۔ جو رہ گئے وہ اکثریت کے ظلم و ستم کے شکار بنتے گئے اور آج بھی وہی ماحول ہے کوئی سا صوبہ ہے جہاں مسلمانوں کا قتل عام نہیں ہوا یا جہاں مسلمانوں کا دبدبہ تھا وہاں پر ان کی املاک کو نقصان

BA Part I
Hons paper I
Book - 3

(3)

پہونچایا گیا ان کے روزگار پر بری طرح ضرب لگائی گئی۔ مرادآباد، بھاگلپور، گجرات کے فسادات اس کے ثبوت کے لئے کافی ہیں۔ اس کے علاوہ اکثریت میں نئی پارٹیوں نے جنم لیا جن سنگھ اور راشٹریہ سیوک سنگھ جس کا مقصد صرف مسلمانوں سے دشمنی تھا اور آج بھی ہے انہیں لوگوں نے بابری مسجد کو منہدم کیا اور اس کے بعد سارے ملک میں فساد کرایا۔

جب ملک میں ایسا ماحول ہو تو اس حالت میں کوئی بھی مسلمان بہت بڑا صنعت کار، ٹھیکیدار اور مالدار کیسے ہو سکتا ہے۔ انہیں اسباب سے یوسف کا کاروبار خاک میں ملا دیا گیا۔ یہی نہیں اسکو مزید ذلیل و رسوا کرنے کے لئے اسے رانچی جیل کی ہوا بھی کھانی پڑی۔ مزید کہ سرمایہ کاری کے لئے دولت کی ضرورت ہوتی ہے دولت مارواڑیوں، گجراتیوں کے پاس ہے ان سے کسی مسلمان کو مدد کیسے مل سکتی ہے اس زمانہ میں بینک سے قرضہ ملنا آسان کام نہ تھا اور مسلمانوں کی اپنی کوئی منڈی نہ تھی۔ جو مالدار اور صنعت کار مسلمان لوگ تھے۔ وہ تقریباً سب کے سب پاکستان چلے گئے۔ یوسف کو اپنا بڑا کاروبار سنبھالنے کے لئے بڑے سرمایہ کی ضرورت تھی جو کہ دستیاب ہونا ممکن نہیں تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یوسف نے جس تیزی کے ساتھ ترقی کی تھی اتنی ہی تیزی کے ساتھ زوال بھی ہو گیا۔

سوال نمبر 2 شمشیر الدولہ کے متعلق اپنی واقفیت کا اظہار کیجئے؟

جواب: شمشیر الدولہ کا آبائی وطن ڈھاکہ تھا۔ لیکن ان کے والد منور الدولہ اسی دیار میں آکر دھرم پور کے ایک قصبہ میں بس گئے اور وہاں بڑا عالیشان مکان بنوایا۔ شمشیر الدولہ اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ ان کے والد نے انہیں ولایت بھیجا لیکن انہوں نے صرف فیشن میں اپنا وقت برباد کیا اور محض معمولی بی۔ اے ہی کر کے آ گئے۔
اپنے والد کی مخالفت کے باوجود شمشیر الدولہ نے اپنی شادی گنگولی خاندان میں کی۔ مسز شمشیر بے حد حسین و جمیل تھیں۔ شمشیر الدولہ بھی بے حد وجیہ آدمی تھے۔ شمشیر الدولہ کو تین بیٹیاں تھیں۔ سلمیٰ، سوگیتی اور رعنا [illegible]۔
شمشیر گھرانے کی رہائش مغربی ڈھنگ کی تھی۔ مسز شمشیر کا نام شاما تھا۔ لیکن جب شمشیر الدولہ نے شاما سے شادی کر لی تو مسٹر گنگولی نے اسے گھر سے نکال دیا۔ شمشیر الدولہ اپنی سوشل دعوتوں کی وجہ سے بدنام ہو گئے اور ترقیوں سے محروم

اس کمی کو اور مکلا بننے کی خواہش دل ہی میں رہی۔ بعد میں وہ بری طرح سے رشوت میں لینے لگے۔ یا قرض کے لئے ہاتھ پھیلانے لگے۔ ان کی لڑکیوں اور بیوی کی وجہ سے ان کے گھر آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ بعد کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شمشیر خاندان آتش فشاں کے دہانے پر بیٹھا ہے۔

شمشیر الدولہ کے باب میں ناول نگار بین الملی شادیوں کی بھی مذمت کرتا ہے۔ مسٹر شمشیر الدولہ شیاما کے باپ مسٹر گنگولی بڑے آدمی ہیں۔ برہمو سماج کے آزاد خیال ہندوؤں کی ایک مذہبی جماعت ہے لیکن اتنے بڑے متعصب ہیں کہ مسلمان سے شادی کرنے پر بیٹی کو ہمیشہ کیلئے گھر سے نکال دیتے ہیں۔ اس طرح شیاما اپنے معاشرہ سے کٹ کر رہ جاتی ہے۔ شمشیر الدولہ کے باپ تنویر الدولہ نے بھی ایک عرصہ تک ان سے کوئی رشتہ نہیں رکھا۔ لیکن پھر سلمی سوگیتی کے نام ہبہ کر دیا۔

ان باتوں کے باوجود پورا خاندان معاشرے سے الگ تھلگ نظر آتا ہے۔ نہ مسلمان ہی انہیں پورے طور پر قبول کرتے ہیں اور نہ ہندو۔ انہوں نے اپنی لڑکیوں کے نام بھی اس طرح کے رکھا ہیں۔ جو لفظ ایک طرف کے ہیں اور لفظ دوسری طرف کے سلمی سوگیتی، عذرا اشمے شانتی اور بیٹیا فرحت۔

سوال نمبر ۳: پروفیسر اختر اورینوی کے ناول "حسرت تعمیر" کا تنقیدی جائزہ لیجئے؟

جواب: پروفیسر اختر اورینوی بہار کے ان ارباب قلم میں سے ہیں جنہوں نے تنقید، افسانہ نگاری ناول نگاری اور شاعری ہر صنف میں اپنا مقام پیدا کیا۔ ان کا اصل نام سید اختر احمد اور وطن اورین ضلع مونگیر ہے۔ اسی نسبت سے اورینوی کہلاتے ہیں آپ پٹنہ کالج میں اردو کے لیکچرر ہوئے۔ رفتہ رفتہ اپنی صلاحیت کا سکہ جماتے ہوئے پٹنہ یونیورسٹی کے صدر شعبہ اردو کے عہدہ پر پہنچے۔ مشہور افسانہ نگار شکیلہ اختر ان کی اہلیہ تھیں۔

انہوں نے اپنے افسانوں میں فلسفیانہ خیال پیش کیا ہے۔

BA Part 2
Honours paper – I
Book – 3

وہ ایک صاحب فن افسانہ نگار ہیں۔ وہ ایک کامیاب استاد بے مثل خطیب اور مقرر ہیں۔ چھوٹا ناگپور ان کا پسندیدہ مقام ہے۔ وہ چھوٹا ناگپور کا سارا حسن ناول کے صفحات پر بکھیر دینا چاہتے ہیں۔

ناول "حسرت تعمیر" 1960 میں شائع ہوا تھا۔ اس ناول کا مرکزی کردار منشی کے خالو محبوب یوسف ہیں۔ اسلئے یہ ناول شروع سے آخر تک ان کے گرد گھومتا ہے۔ یوسف کا باپ معمولی پڑھا لکھا انسپکٹر تھا۔ اس کی شادی ایک زمیندار خاندان میں ہوئی تھی۔ اس کی بیگم نے اپنے زیورات بیچ کر اس کو مختلف کاموں میں لگایا۔ آج وہ لکھ پتی ہے۔ معمولی پڑھا لکھا ہونے کے بعد بھی بہت حوصلہ مند ہے۔ ناول میں کل 52 کردار ہیں جو اس دور کے حالات کی بے راہ روی، عیش پسندی، خود غرضی، دھوکہ بازی، ریاکاری اور ہوس پرستی کی ترجمانی کرتے ہیں۔

لیکن ناول کی کہانی صرف یوسف محبوب کے اردگرد گھومتی ہے۔ وہ ایک طرف تو بڑا تاجر اور صنعت کار ہے دوسری طرف کا پہلو محاذ پر غم دائرہ میں محو ہوا ایک فرد ہے۔ ناول نگار نے یوسف کی اخلاقی کمزوریوں، عیش پسندی اور خوشامد پسندی کا کھلا ذکر کیا ہے۔ وہ ہر رات کسی نہ کسی آدی باسی لڑکی کو اپنی ہوس کا شکار بناتا ہے۔ اسے شراب کی بھی لت لگ جاتی ہے۔ یوسف دوسری شادی کر لیتا ہے جبکہ پہلے سے اس کے چھ بچے موجود تھے۔

اس دور کے مسلمان عام طور پر سے صنعت و حرفت کی طرف مائل نہیں تھے۔ ملک کی رگ رگ میں فرقہ پرستی اس طرح رچ بس گئی تھی کہ کسی مسلمان صنعت کار کا قدم جمانا آسان نہیں تھا۔ یوسف محبوب صنعتی انقلاب لانے کے خواب دیکھتا ہے۔ ناہمواری اور گرانی اور بے ایمانوں نے یوسف محبوب کو دھیرے دھیرے پوری طرح ڈائریکٹر کے عہدے سے بھی ہٹا دیا ہے اس کے تنزل کے دار تک پہنچا دیا۔

ناول میں کئی جگہ تضاد بیانی کا سلسلہ ہے جو ایک اچھے ناول نگار کو زیب نہیں دیتا ہے۔ ناول میں مصنف نے آدی باسیوں کے قدیم رسومات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ناول میں منشی موکتی کا کردار ایسا ہے جسے کوئی فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے۔ بیگم کا کردار بھی بڑا سبق آموز اور انہیں کا رنگ بھی بھلا نہیں سکتے ہیں۔